

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

قیمت سالیانہ بلا محصول عہ | قیمت سالیانہ معہ محصول

نمبر ۹ جلد ۳ | لودیانہ ۳ ستمبر ۱۸۷۵ء | قیمت فی پرچہ ۶ پائی

میرا آسرا اور بھروسا
دوسرا چارا ہی ناکارا
جو لیاقت اور صداقت

یسوع کی قربانی ہی
صرف مسیح حقانی ہی
اُس کی موت سے صادر ہی

بقیہ صبح کا بھولا شام کو لوٹا

بیل والے کا واپس آنا اور بختیار کے نام کا خط لانا

جب وزیر علی اور اُسکے رفیق سرا سے باہر ہو گئے تو بختیار کو پھر اُنکے خیالات کی نسبت کچھ غور کرنیکا موقعہ ملا۔ آخر دل نے بھی گواہی دی کہ ان لوگوں کی گفتگو میں تضیع اوقات کے سوا کچھ فایدہ نہیں اپنے دماغ اُنکے تو گئے گذرے ناحق اوروں کو ایسی ویسی بے سر و پا باتوں سے متوہم کرتے پھرتے ہیں۔ یہہ لوگ جب بیکار ہوتے ہیں تو اکثر شیخ چلی کیطرح انہونی باتیں اُنکے دماغ میں سمانے لگتی ہیں اور ایسی دور کی سوجھتی ہی کہ عقل دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہی۔ کیمیا کے بھوسیوں کیطرح شب و روز جو بوٹی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں کہ تانبے کو سونا بنائیں یا پارہ کی گرہ بٹھائیں سو تانبے کا سونا یا پارہ کی چاندی بننا تو معلوم البتہ اُنکی اپنی چاندی ضرور ہو رہتی ہی یہی حال ریاست کا ہی کہ جب یکدفعہ

ہاتھ سے گئی تو پھر گئی اب بیفائدہ پاؤں گھسنے یا ماتھا رگڑنے سے کیا بنتا ہے۔ اسے داغ جگر چوں شمع پہنچا تا قدم۔ جل چکا سب کچھ تب آتش کو بجھاتا ہے عبث۔ بالفرض اگر ہاتھ لگ بھی گئی تو دیکھا جاویگا مجھکو اُسمیں سے کیا ملتا ہے کون منصب حاصل ہوتا ہے اور کس پائے پر پہنچتا ہوں لیکن آیندہ کی اُمید پر حال کو ہاتھ سے دے بیٹھنا نہایت نادانی ہے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہئے بنا کئے گذارہ محال ہے اور جب تک ہاتھ پاؤں نہ ہلائے جاویں روٹی کی صورت نظر نہیں آتی ابھی اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ وہی بیل والا جسکی ذمہ واری سے اُسنے چمڑا وغیرہ بھیجا تھا یکایک سامنے آکھڑا ہوا پگڑی کی گرہ کھول اُسکے تایا کا لکھا ہوا خط حوالہ کیا اور زبانی بیان کیا کہ گھر میں تمہارے سبطرح خیر خیریت ہے کنبہ کے سب چھوٹے بڑے عافیت سے ہیں اور سب ملکر تمہاری صحت و تندرستی خدا سے چاہتے ہیں۔ چمڑا ابھی اُترنے نہیں پایا تھا کہ ہاتھوں ہاتھ اُٹھ گیا اور اُدھر سے تمہارے تایا نے پشاوری پنکھے جو امرت سر سے منگوائے گئے تھے لادوئے ہیں جہاں کہو اُتار دوں اور گن گنا جا کر اپنے گھر بار کی بھی خبر لوں بختیار نے لفافہ کھولکر خط پڑھا۔

مضمون خط

لخت جگر سعادت شعار بختیار دراز ہو عمر تمہاری۔ دعائے کامیابی دارین کے بعد واضح ہو کہ تمہاری خیر خیریت کی خبر سے گھر کے سب چھوٹے بڑے خوش ہوئے اور شب و روز دست بدعا ہیں کہ خدا تمکو خوش اور محفوظ اور سب علتوں آفتوں سے محفوظ رکھے چمڑا جو تمنے بھیجا تھا اُسکی جانچ بھال اور خرید اور پرتال میں تمہاری نہایت ہوشیاری ثابت ہوئی سودا سلف اور لین دین کی بڑی لیاقت پائی گئی۔ اللہم زد فزد۔ تمہارے والدین کے دلمیں اب قوی اُمید بندھ گئی ہے کہ اگلے برے دن گئے اور بھلے آئے پچھلے پاپ کٹے اور خوشحالی کے دن پھرے جز اسبارہ میں زیادہ کہنے سننے کی کچھ حاجت نہیں اور اسیقدر کافی ہے کہ اگر صبح کا بھولا شام کو بھی لوٹ آیا تو اُسکو بھولا نہیں کہتے مال جو وقت پہنچا جلندھر اور رتبیات کے بیوپاری آگے سے ہی اُترے ہوئے تھے اصل بچک پر چوگنی نفع کی بچاکر ہاتھوں ہاتھ بانٹ بونٹ کرلینگے اسموقعہ پر اگر ایسی جنس کا دس گنا مال اور ہوتا تو یقین تھا کہ ذرا بھر بھی رہنے نہ پاتا۔ ہنڈوی کرکے روپیہ بھیجنا مناسب نہ سمجھکر للعہ روپیہ کے پشاوری پنکھے اسی بیل والے کی معرفت روانہ کرتا ہوں بیچ باچ کر جو بچیں انکے مالیر کوٹلے سے کاغذ اور کھیس خرید بھیجنا اور اگر ہو سکے تین مہینوں میں مالیر کوٹلے اور پٹیالے کے اندر اندر جہاں تک ہو سکے لین دین کر کرا کے شروع برسات میں گھر کو واپس آنا۔ اب میں اپنے خط کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تیری عمر دراز کرے اور تیرے کام کاج میں برکت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اس خط کے مضمون نے بختیار کے دلپر ایسا اثر کیا کہ وہ پھر ایکدم اپنی پچھلی بد افعالیوں پر پچھتانے اور جیمیں کہنے لگا کہ میں کمبخت اپنے خویشوں کو بہت ستا چکا ہوں نہایت رنج پہنچا چکا ہوں اب جسطرح بن سکے انکو یقین دلانا چاہئے کہ میں اب وہ نہیں رہا ہوں میری آنکھیں کھل گئی ہیں اور خیالات بالکل بدل گئے ہیں غرض میری جانب سے کسی نہ کسی ڈھب انکے دلمیں نیک اُمید پیدا ہونی چاہئے اور غور سے دیکھا جاوے تو سوا اُمید کے اور ہے بھی کیا چھوٹے بڑے ادنے اعلے سب اُمید سے جیتے ہیں اور اُمید کی آبیاری سے ہی پھولتے پھلتے ہیں سچ ہے دنیا بامید قائم حتیٰ کہ عاقبت کا آرام بھی توقع اُمید ہی ہے اور خدا کا وصل ابدی حیات اور بہشت کی جاودانی نعمتیں سوا اُمید کے اور کیا ہیں کیونکہ میرے دلکو اُمیدنے ہی اب دھارس دیدی ہے کہ میں اپنے کاروبار میں ضرور کامیاب ہو جاؤنگا کیونکہ تھوڑے سے مال کا اور وہ بھی لاپروائی کے ساتھ خریدنا اور اسقدر نفع اُٹھانا گویا ایک غیبی اشارہ ہے کہ بے کار مباش کچھ کیا کر ضرور زبان حال سے پکار رہا ہے کہ جو کچھ تو کریگا بیشک اُسکا پھل ملیگا مگر نا اُمید کبھی نہ ہو۔

یہی باتیں سوچتا ہوا بیل والیکو ساتھ لے بازار کیطرف روانہ ہوا اور اُسی بزرگ سفید ریش کی دکان پر جسکے یہاں سے چمڑا خریدا تھا جا پہنچا۔ دکان والوں کا بختیار کی طرف تو کچھ خیال نہ گیا اور پنکھوں کا بار دیکھ بیل والے سے پوچھنے لگے میاں کہاں کے پنکھے ہیں اور کدھر لئے جاتے ہو اُسنے لاپروائی سے جواب دیا امرت سر سے آئے ہیں اور مالک ساتھ ہے اتنے میں بختیار سلام علیک کرکے دکان کے اندر جا بیٹھا سب حال حقیقت سنا کر پنکھوں کا بھار دکان کے ایک کونے میں رکھوا دیا اور بیل والیکا کرایہ دام دام دے دلا کر رخصت کیا۔ مالک دکان یعنے پیرمرد نے کہا یہہ مال آیا خوب وقت پر ہے یقین ہے کہ کچھ اچھا ہی بکیگا مگر آج تو فرصت نہیں نظر آتی کل اسکے بیوپاریوں کو بلوا نرخ ٹھہرا سب کا سب بکوا دیا جائیگا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر بختیار وہاں سے رخصت ہوا جب چوک کے قریب پہنچا تو راستے میں اُسی شہر کے دو ایک آدمیوں سے جنکے ساتھ تھوڑے دن کا سابقہ تھا اتفاقیہ ملاقات ہوگئی اُنہوں نے پوچھا بھائی بتلاؤ تو سہی ان دو ہندوستانیوں کا جو چند روز سے اس شہر میں آٹکے ہیں یہاں آنیسے خاص مطلب کیا ہے تمسے آج کل انکی خوب بن آئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمسے زیادہ اور کوئی انکا محرم راز نہیں ہوگا وہ تو نہ کسی قسم کا کام کاج کرتے ہیں نہ کسی پیشہ کے متلاشی نظر آتے ہیں رات دن گلی کوچوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جنونیوں کیطرح کبھی اُدھر جاتے ہیں کبھی اُدھر

باقی بعد آئندہ



بقیہ قرآن کی تعلیم پر اعتراض

اور خدا نے حزقیل نبی کی معرفت فرمایا کہ مجھے اپنی حیات کی قسم ہو کہ شریر کے مرنے میں مجھے کچھ خوشی نہیں بلکہ اسمیں ہو کہ شریر اپنے راہ سے باز آوے اور جئے پھر قرآن میں بہت سی جگہہ دوزخ کا ذکر ایسی طرح سے کیا گیا ہی کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن کا مصنف کافروں کے دوزخ میں جانے سے نہایت خوش ہوتا ہی اور ذرا بھی افسوس نہیں کرتا۔ انجیل میں لکھا ہی کہ جب عیسیٰ کو لوگوں نے صلیب پر کھینچا اور ہر طرح کی بے عزتی کی تو اُس نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ای باپ انکو معاف کر کیونکہ انکو معلوم نہیں کہ کیا کرتے ہیں تمام صحایف انبیا اور اناجیل سے ظاہر ہی کہ خدا لوگونکی بُرائی نہیں چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہی کہ تمام لوگ توبہ کرکے نجات پاویں۔ کاش کہ محمدی قرآن کا انجیل سے مقابلہ کرکے دریافت کریں کہ ان دونوں میں سے کس میں خدا کی محبت پائی جاتی ہی۔

قرآن سے یہہ بھی خوب معلوم ہوتا ہی کہ اسکا مصنف علم سے بھی واقف نہ تھا اگر دریافت کرنا ہو تو سورۂ کہف کی ۸۲ آیت سے ۸۴ تک ملاحظہ فرمائیے —

ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلو علیکم منہ ذکرا انا مکنا لہ فی الارض و اتینہ من کل شیٴ سببا فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئة و وجد عندہا قوما

یعنے اور تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اُسکا کچھ مذکور یعنے اُسکو جمایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے یہانتک کہ پہنچا جب سورج ڈوبنے کی جگہہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہی ایک دلدل کی ندی میں اور پایا اُسکے پاس ایک قوم۔ وہ لوگ جو تواریخ سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ ذوالقرنین یعنے سکندر اعظم کے ملک کی مغرب طرف رومیوں کا ملک واقع ہی اور سکندر اعظم رومیوں کے ملک کی طرف کبھی نہیں گیا۔ جوانی کے وقت مشرق کیطرف اگر پنجاب تک پہنچا او یہاں سے پھر پیچھے لوٹکر بابل تک جو دریائے فرات پر ہو جا کے ۳۳ سال کی عمر میں شراب پیکر مر گیا۔ یہہ سب باتیں یونانی تواریخوں سے جو آج تک موجود ہیں اور یورپ کے تمام کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں ثابت ہو سکتی ہیں۔

پھر ان آیتوں سے سورج کا دلدل کی ندی میں ڈوب جانا ثابت ہی۔ اور واضح ہو کہ یونان کے مغرب کی طرف اٹلی ہسپانیہ پرتگال وغیرہ ملک واقع ہیں اور ان ملکوں کے پچھم کی طرف اٹلانٹک یعنے بحر اوقیانوس ہی اور اس سمندر کے مغرب کی طرف امریکہ جسکو نئی دنیا بھی کہتے ہیں واقع ہی اس ملک کو کلمبس نے جہاز پر سوار ہو کر ۳۸۳ برس ہوئے ہیں کہ ظاہر کیا۔ میں اسی ملک کا باشندہ ہوں اور جب میں وہاں تھا سورج کو آسمان پر دیکھتا تھا جیسا کہ اب دیکھتا ہوں کبھی دلدلیں ڈوبتے ہوئے اسکو نہیں دیکھا۔ اگر قرآن کا مصنف علم جغرافیہ سے واقف ہوتا تو کبھی نہ کہتا کہ سورج دلدلیں ڈوب جاتا ہی۔ اگر کوئی جواب دیوے کہ یہہ عام محاورہ ہی کہ سمندر میں سورج ڈوب جاتا ہی جیسا معلوم ہوتا ہی اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آسمان پر قایم رہتا ہی اور اس آیت کے بھی یہہ معنی نہیں ہیں کہ وہ حقیقتاً دلدلیں ڈوب جاتا ہی۔ مگر یہہ تو جیہہ یہاں درست نہیں ہوتی کیونکہ اس آیت میں لکھا ہی کہ ذوالقرنین نے پایا کہ سورج دلدلیں ڈوبتا ہی۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مصنف نے بیان کیا کہ سورج رات کے وقت کہاں چلا جاتا ہی جیسا کہ ہندو کہتے ہیں کہ سورج سمیر پربت کے پیچھے چلا جاتا ہی مگر یہہ دونوں کی تقریر صاف غلط ہی۔ پھر سورہ نبا کی ۶ آیت الم نجعل الارض مہدا۔ یعنے ہمنے نہیں بنائی زمین بچھونا۔ اور سورہ لقمان کی ۹ آیت خلق السموات بغیر عمد ترونہا والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم یعنے بنائے آسمان بن تھمکے اُسے دیکھتے ہو اور ڈالے زمین پر بوجھ کہ تمکو لیکر جھک نہ پڑے۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ زمین پانی پر واقع ہی۔ اگر زمین پانی پر کھڑی ہی تو پانی کس پر کھڑا ہی اور گر پانی کے نیچے کوئی چیز ہی تو اُس چیز کے اُٹھانے والی کون شی ہوئی۔ اگر کوئی ہندوستان کا باشندہ دوسرے ملکونکی سیر کرنی چاہے اور دریافت کرنا چاہے کہ آیا زمین گول ہی کہ نہیں اور اُسکے نیچے کی طرف یا اوپر کیطرف کیا چیز ہی جسنے اُسکو اُٹھایا ہی تو وہ پہلے بمبئی کو جاوے وہاں اُسکو ایسے جہاز ملینگے جو اُسکو انگلستان پہنچا دینگے اور انگلستان سے اُسکو ایسے جہاز دستیاب ہونگے جو اُسکو امریکہ میں لیجاوینگے اور ریل اُس ملک کے مشرق سے مغرب تک پہنچاویگی۔ پھر وہاں سے جہاز پر چڑھکے چین میں آ جائیگا اور چین سے پھر جہاز میں سوار ہوکر کلکتہ میں پہنچ جاویگا۔ پھر ریل اُسکو کلکتہ سے دہلی یا لاہور یا کسی اور شہر میں کہ جہاں سے وہ پہلے چلا تھا پہنچا دیگی۔ پھر بخوبی اُسکو معلوم ہو جاویگا کہ دنیا کے نیچے اور اوپر کیطرف کیا ہی ہموار یا بالکل گول ہی اور جیسا سورج خدا کی قدرت سے بغیر کسی سہارے کے قایم ہی ویسے ہی زمین قایم ہی۔ یورپ اور امریکہ کے جہاز سب سمندروں میں ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں اور اکثر مسافر بھی سوار ہو کر تمام دنیا کے چاروں طرف آتے جاتے ہیں مگر آج تک کوئی شخص دم نہ مار سکا کہ زمین کے اوپر کی طرف یا نیچے کیطرف کوئی چیز ہی جسنے اُسکو اُٹھا رکھا ہی۔ محمدی اکثر یہہ بھی کہتے ہیں کہ زمین پہاڑوں

کے ذریعہ سے جو میخوں کا کام دیتے ہیں ایک جگہہ لگی ہوئی ہیں یعنے ایک جگہہ قایم کی گئی ہی۔ اور سورہ نبا کی ۶ اور ۷ آیت میں لکھا ہی۔ الم نجعل الارض مهادًا والجبال اوتادًا۔ یعنے کیا ہم نے نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخیں۔ مگر وہ پہاڑوں کو خوب غور کر کر دیکھیں تو انکو واضح ہو کہ پہاڑ میخیں نہیں ہیں مگر زمین کے حصہ ہیں جو زمین کی اندرونی گرمی کے سبب اوپر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ پتھر جو زمین کے نیچے پائے جاتے ہیں اُسی قسم کے پتھر پہاڑوں پر پائے جاتے ہیں۔ یہہ بھی واضح ہو کہ دنیا میں آج تک کئی ایسے پہاڑ ہیں کہ جنسے بہت جوش مار کر آگ نکلتی ہی مثلاً اٹنا و سو وئیس ہکلا جو ہیں یورپ میں اور کوٹوپکسے جنوبی امریکہ میں۔ اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ پہاڑ میخیں کبھی نہیں ہو سکتے صرف زمین کی اپنی اندرونی گرمی سے اوپر ہو گئے ہیں۔ پھر قرآن میں لکھا ہی کہ سات آسمان ہیں لیکن اگر کوئی شخص جو پہاڑ سے تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر رہتا ہو پانی برسنے کے بعد فجر کے وقت جب آسمان صاف ہو پہاڑ کی جانب نظر کرے تو پہاڑ اُسکو خوب نظر آویگا اور معلوم ہوگا کہ آسمان پہاڑ کے پچھلی طرف واقع ہی لیکن اگر دو تین گھنٹے کے بعد پھر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آسمان پہاڑ سے اِس طرف ہی اور پہاڑ بالکل معلوم نہیں ہوگا۔ اس سے ظاہر ہی کہ آسمان کچھہ نہیں صرف حد نظر ہی اور اگر کوئی شخص سفر کرے تو اُسکو آسمان چند کوس کے فاصلہ پر زمین کے ساتھ ملا ہوا نظر آویگا لیکن جب اُس جگہہ پر پہنچے اُسی طرح آسمان اُسکو آگے دکھائی دیگا جسطرح کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ اِس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ آسمان صرف حد نظر ہی اور کچھہ نہیں جب یہہ حال ہی تو ہم کیونکر مانیں کہ آسمان سات ہیں محمدی یہہ بھی کہتے ہیں کہ سات زمینیں ہیں یہہ بھی غلط ہی کیونکہ زمین حقیقتًا ایک ہی ہی اور نارنگی کی مانند گول ہی

سب جانتے ہیں کہ عیسیٰ بالکل پاک اور پرہیزگار تھا اور کسی طرحکے گناہ میں مبتلا نہ تھا۔ کوئی آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا کہ وہ دنیاوی چیزوں سے خوش تھا یا کسی طرحکی عیش وعشرت اُسکو بھاتی تھی بلکہ وہ بھی کہتا تھا کہ میرا کھانا اور پینا یہی ہی کہ اپنے باپ کی مرضی بجا لاؤں۔ اور اپنے شاگردونکو بھی یہی کہتا تھا کہ تمہیں دنیا میں بہت ہی تکلیف ہوگی پر وہ جو میرے ہونگے اپنے نفس کو مار ڈالینگے اور دنیاوی خوشیوں اور نفسانی مزاج سے پرہیز کرینگے۔ مگر قرآن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکا مصنف نفسانی خواہشوں کو زیادہ چاہتا تھا اور روحانی خوشیونکو کم۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی ۳۷ ویں آیت میں لکھا ہی۔ فلما قضے زید منها وطرا زوجنٰکها لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا وکان امر الله مفعولا ما کان علی النبی من حرج فیما فرض الله له یعنے پھر جب زید تمام کر چکا اُس عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح میں دی تا نرہے سب مسلمانونکو اُن کے نکاح کر لینا جوروؤں سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کریں اُن سے اپنی غرض اور ہی اللہ حکم کرتا نبی پر کچھہ مضایقہ نہیں اُس بات میں جو ٹھہرا دی اللہ نے اسکے واسطے۔ اور سورۂ التحریم کی پہلی اور دوسری آیت یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغی مرضات ازواجک والله غفور رحیم قد فرض الله لکم تحلة ایمانکم والله مولکم وهو العلیم الحکیم یعنے اَی نبی تو کیوں حرام کرتا ہی جو حلال کیا اللہ نے تجھے چاہتا ہی رضامندی اپنی عورتونکی اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان ٹھہرا دیا ہی اللہ نے تمکو اُتار ڈالنا اپنی قسمونکا اور اللہ دوست ہی تمہارا اور وہی سب جانتا حکمت والا۔ پھر سورۂ احزاب کی ۴۹ آیت میں لکھا ہی کہ یا ایها النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورهن وما ملکت یمینک مما افاء الله علیک وبنت عمک وبنت عمٰتک وبنت خالک وبنت خالٰتک التی هاجرن معک وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبی ان اراد النبی ان یستنکحها خالصة لک من دون المؤمنین یعنے اَی نبی ہمنے حلال رکھیں تجھہ کو تیری عورتیں جنکے مہر تو دے چکا اور جو مال ہو تیرے ہاتھہ کا جو ہاتھہ لگا دے تجھہ کو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھہ اور جو کوئی عورت ہو مسلمان اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے اُسکو اپنے نکاح میں لے تیرے تئیں کو سوا سب مسلمانوں کے۔ ان آیتوں پر اول یہہ گفتگو ہی کہ اگر خدا حکم دیتا کہ اپنے لے پالکوں کی عورتوں سے شادی کرو تو کچھہ گناہ نہ تھا پھر کچھہ ضرورت نہ تھی کہ محمد صاحب اس بات کے نمونہ نہیں۔ شاید اُنہوں نے جانا کہ جب تک میں اِس کام کو خود نہ کروں کوئی آدمی نہ کریگا کیونکہ انکو بیجا معلوم ہوگا۔ اور پھر یہہ کہ کسواسطے خدا نے طرف محمد صاحب پر اُس عورت کو جسنے اپنا تن بخشا حلال کیا اور دوسروں پر حرام اور کیا باعث ہی کہ اور لوگونمیں چار چار عورتوں کا حکم ہوا اور محمد صاحب جتنی چاہیں کر لیں۔ سب لوگوں کو معلوم ہی کہ نبی اپنی اُمت میں نیکیونکا نمونہ ہوتا ہی لیکن محمد صاحب پاکیزگی کا مسلمانوں کیلئے خوبی کا نمونہ نہ تھے اور پھر باوجود اِسکے دعویٰ بھی کیا کہ جو میں کرتا ہوں خدا کے حکم سے کرتا ہوں۔ اگرچہ قرآن میں پاکیزگیکا ذکر بھی بہت سی جگہہ آیا ہی لیکن اکثر تو صرف بیرونی پاکیزگی یعنے ہاتھہ منہہ دھونے وضو کرنے اور حرام کھانے سے پرہیز کرنیکا ذکر ہی

باقی ہفتہ آیندہ



منقولات

بقیہ درس درباب تثلیث

اور وہ یعنے توریت آدمیوں کے لئے بصیرت ہی اور ہدایت اور رحمت کہ شاید لوگ نصیحت مان لیں - اور جملہ پاک کلام کی نسبت یوں بیان ہی کہ خدا تعالی نے توریت اور انجیل پہلے نازل کیا آدمیونکی ہدایت کے واسطے - اور خاص انجیل کے بابمیں یوں لکھا ہی کہ اُسکو ہمنے انجیل بخشی جسمیں ہدایت اور نور ہی تصدیق کرتی ہوئی اپنی پہلی کی یعنے کتاب توریت کی اور جو ہدایت اور وعظ ہی متقیونکے واسطے -

الغرض تمام قرآن میں جابجا کتاب مقدس تعریف و توصیف بکثرت و شدت تمام بیان کی ہی اور صاف صاف شہادت بھی ہی اور تصدیق کی ہی کہ وہ کلام الہی ہی اور اُسکو ہدایت خلایق اور تعلیم راہ خدا اور دین کی بابت سب سے عمدہ اور افضل اور احسن امروہیں اکمل واتم ومفصل ومشرح بتایا ہی - پس اس سے زیادہ اور کونسی توصیف ہی جو اُسکی اصلیت اور قدامت کے لئے کی جائے -

غرض نہایت واضح ولایح ہی کہ کتاب مقدس محمد کے زمانہ میں جابجا موجود اور رایج مشہور رہی - کہ ہر کہیں بسہولیت مل سکتی تھی اور سب اُسکو جانتے پہچانتے تھے جسپر حوالہ بہ آسانی ہوتا تھا یہانتک کہ تصفیہ کے مقدمات اور مسایل متنازعہ کا حصر اُسپر مقرر رہا - یہانتک کہ ہم قرآن اور حدیثونکی گواہی پر یہہ کہہ سکتے اور پاک کلام کے باب میں یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ اُسوقت تک صحیح وسالم اور بے نقص تھی - ہاں البتہ ہم یہہ مان لیتے ہیں کہ جب یہودیان اور مسیحیان مدینہ نے محمد صاحب کو نبی نہ مانا اور بحث وگفتگو کرنے لگے - اور اپنی وجوہات کی تائید وتاکید کیواسطے کتاب مقدس کی آیات واخبار کو پیش کرنے لگے تو اُسوقت محمد صاحب نے اُنکو راست گو اور سچا نہ مانا بلکہ اُنہیں الزام دیا کہ وہ جان بوجھکر اپنی شرارت کے مارے کتاب مقدس کے معنے اولٹے لگاتے ہیں - مگر قرآن کیسے ہی اشد الزام اہل کتاب کی نسبت کیوں نہ بولے پر اُنسے ہرگز یہہ بات ثابت نہیں ہو سکتی ہی کہ گویا قرآن کا یہہ دعوا ہی کہ کتاب مقدس منحرف ہو گئی یا زمانہ بالفعل یا زمانہ سابق سے منحرف ہو چکی یا بدل گئی یا اب وہ قابل اعتماد نہ رہی - بلکہ خلاف اِسکے جسطور قرآن سے اُسکا کلام اللہ ہونا ثابت کیا گیا ہی اُسی طور اُسکی اصلیت وکاملیت اور صحت کا یقین بھی پیدا ہوتا ہی -

غرض کہ موسی کی پہلی کتاب سے لیکر مکاشفات کی آخری کتاب تک کا کل نوشتہ جو نکانوں اپنی اصل میں آج تک بے نقص موجود ہی اور اسلئے کہ قادر مطلق اُسکا حامی ہی یہہ زمانے کے آخیر تک بے نقص رہیگا - اور اب ہم پر شک کرنے والے یا پاک نوشتونکے منحرف سمجھنے والیکی نسبت اُنہیں بے نقص نوشتونکی آخری بات کو پیش لاتے ہیں جس سے اُسکا شک رفع ہو جائے اور اُسکو یقین کامل آجائے کہ کوئی اُنمیں دست اندازی نہیں کر سکتا یعنے اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکالڈالے تو خدا اُسکا حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور اِن باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا وبس -

اب چونکہ پاک نوشتونکا بے نقص رہنا بیرونی دلیل سے ثابت ہو چکا ہی اسلئے ہم اُسکی بے نقصی کی باطنی دلیلونکو اُسکے مطالعہ کرنیوالے پر موقوف ومنحصر کرکے اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع ہونگے یعنے -

اول عہد عتیق میں تثلیث فی الوحدت کی تعلیم پائی جاتی ہی یا نہیں -

اب اس تعلیم کی نسبت دین مسیحی کے محققین نے اکثر خدا کے ناموں سے یہہ نتیجہ نکالا ہی کہ اُنمیں تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث شامل ہی مثلاً موسی کی پہلی کتاب کے پہلے باب کی پہلی آیت کے شروع جملے میں اصل زبانمیں یوں آیا ہی کہ برشیتھ بارا الوہیم جسکا لفظی ترجمہ یہہ ہی کہ شروع میں یعنے جب کچھ نہ تھا پیدا کیا الہوں نے وغیرہ اب غور کی جا ہی کہ یہاں اول ہی میں خدا کا نام صیغہ جمع میں ملتا ہی کیونکہ قاعدے کی رو سے الوہیم کا مفرد الوہ یا الاہ ہی - علاوہ اسکے جو فعل کے اس فقرہ میں پایا جاتا ہی سو اپنی اصل میں مفرد ہی جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ذات احدیت کثرت فی الوحدت اور وحدت فی الکثرت پر مشتمل ہی - پھر ۴۵ زبور کے ۷ آیت میں یوں مرقوم ہی کہ کسی کا الوہم والام یعنے ایک اللہ تیرا تخت ابدالاباد ہی - یہہ آیت بھی اپنے معنوں کی اصل میں مثل آیت مذکور الصدر دلالت کرتی ہی یعنی ضمیر اور فعل دونوں مفرد ہیں صرف ذات باری کا نام کثرت کے صیغہ میں پایا جاتا ہی جسکی علت غائی تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث ہی - علاوہ اسکے آدونائی نام بھی ایسا نام ہی جسمیں قاعدے کی رو سے کثرت پائی جاتی ہی کیونکہ مفرد اُسکا آدون ہی - اب یہہ اور بعض اور نام جو قادر مطلق نے انسان پر اپنے کلام میں ظاہر کئے ہیں تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث پر دلالت کرتے ہیں - اسلئے ای صاحبو ہم جو کلام کے حامل ہیں کوئی

کہ انکار کریں اور تثلیث فی الوحدت کو نہ مانیں۔ اور جبکہ توریت یعنے عہد عتیق کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہی تب ہم آپ لوگوں سے یہہ پوچھتے ہیں کہ آیا مسیحیوں کا تثلیث فی الوحدت کو ماننا واجب ہی یا غیر واجب کیونکہ اگر ہم انکو غیر واجب ٹھہراویں تو گویا کلام کو جھٹلاتے ہیں اور اگر واجب ہی تو ہمارا تثلیث کے تعلیم کا ماننا کلام کے موافق درست اور روا ہی۔ پھر عہد عتیق یعنے پرانے عہد نامے میں بہت سی ایسی آیتیں ہیں جو تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث پر مستحکم گواہ ہیں اور جنکے ضمیر اور فعل دونو صیغہ جمع پر دلالت کرتے ہیں مثلاً پیدایش کے پہلے باب کی ۲۶ ویں آیت میں یوں آیا ہی کہ آؤ ہم آدم کو اپنے ڈول پر بناویں۔ اور تیسرے باب کی ۲۲ میں یوں رقم ہوا ہی کہ دیکھو آدم نیک و بدکی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا۔ اور ۱۱ ویں باب کی ۷ ویں آیت میں یوں رقم ہی کہ آؤ ہم اُتریں اور اُنکی بولی میں بلبلاہٹ ڈالیں اور یسعیاہ کے نوشتہ کے ۶ ویں باب کی ۸ ویں آیت میں یوں لکھا ہی کہ اسوقت میں نے خداوند کی آواز سنی جو بولا کہ میں کسکو بھیجوں اور ہمارے لئے کون جائیگا۔ پھر وہ برکت بھی جو موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۶ ویں باب کی ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ آیتوں میں ملتی ہی ہمارے غور کے قابل ہی یعنے خداوند تجھے بخشے اور تیرا نگاہبان رہے خداوند اپنے چہرہ کا جلوہ تجھے دکھلائے اور تجھپر رحم کرے خداوند تجھ پر متوجہ ہو اور تجھے سلامتی بخشے۔ اس برکت کو آجتک کل یہودی مفسر کے راز عمیق جانتے ہیں اور مسیحی دین کے علما اُسکی شرح قادر مطلق کے اسم اعظم کے ۱۲ بارہ آنے سے توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کرتے ہیں یعنے اب ابن و روح القدس کا ایما لیتے ہیں۔

باقی آیندہ

مراسلات

خط

جناب قسیس ویری صاحب سلامت۔ تسلیم۔ عرض یہہ کہ ایک مضمون بابت شفاخانہ مشن کشمیر در ضمن تحفہ کشمیر نمبر ۵۔ اگست ۱۸۷۵ء مطابق ۲۲ ساون ۱۹۳۲ جلد ۱۔ میں چھپکر شایع ہوا ہی لیکن چونکہ تحفہ کشمیر فارسی میں چھپا کرتا ہی اسلئے میں اُس مضمون کا اُردو میں ترجمہ کرکے نورافشاں کے ناظرین کی سیر کے واسطے خدمت عالیہ میں ارسال کرتا ہوں۔ آپ از راہ مہربانی مخدومانہ اُس مضمونکو اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرماکر نیازمند کو مشکور فرماویں زیادہ نیاز راقم ۔ ا ۔ ل

شفاخانہ مشن کشمیر

ڈاکٹر ملکسول صاحب ڈاکٹر صاحب موصوف کچھ عرصے وارد سری نگر ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے ایک شفاخانہ از بس مفید مقام رستم گڑھی متصل ڈل دروازہ ابتدائے ماہ مئی سنہ حال سے قایم کیا ہی۔ اس واقایع نگار نے اس ہفتہ میں جمعہ کے روز شفاخانہ مذکور کو بچشم خود دیکھا۔ سب سے زیادہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے اخلاق کی نہایت تعریف کی جاتی ہی کہ صاحب موصوف نہایت حلیم الطبع اور سلیم المزاج ہیں۔ مریضوں کا معالجہ بذات خود کرتے ہیں۔ دوا اپنے سامنے دلواتے ہیں۔ وہ بیمار جو مسافت بعید سے آتا ہی اور بسبب ناچاری شفاخانہ میں رہتا ہی اُسکو غذا اسکی ملت و مذہب کے موافق اپنے پاس سے دیتے ہیں بلکہ جس کسی کے پاس کپڑا کم ہوتا ہی اُسکو کپڑا بھی اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ڈاکٹری کے فن میں یہانتک کامل استاد ہیں کہ علاوہ تمام جسمی عارضوں کے آنکھوں کا علاج بھی لایق تعریف کرتے ہیں اُنہوں نے ماہ مئی میں فن جراحی کے وسیلہ تیرہ مریضوں کا جو امراض متفرقہ سرطان و چشمان اور جلندھر وغیرہ میں مبتلا تھے معالجہ کیا۔ جون میں ۹ جولائی میں ابتک ۱۵ کا کیا۔ از انجملہ فقط ایک شخص جسکا اُنہوں نے کوئی عضو کاٹا تھا فوت ہوا ہی پھر وہ بھی زخم کے صدمہ سے نہیں لیکن بسبب اسہال کی نحافت کے فوت ہوا اسلئے کہ نام بردہ اول سے اُسی مرض میں مبتلا تھا۔ مترجم۔ وقایع نگار صاحب کی دو غلطیوں کی صحت۔ اول یہہ کہ ابتک شافی مطلق کی تائید سے کوئی ایسا مریض جسپر جراحی کا عمل جاری کیا گیا ہو شفاخانہ مذکورہ بالا میں ابتک فوت نہیں ہوا۔ جس متوفی کا مذکور صاحب تحفہ کشمیر کرتے ہیں وہ عرصہ دراز سے عارضہ اسہال کے باعث نحافت کے اسیب میں گرفتار تھا اور جب وہ موت کے قریب پہنچ گیا تو اُسکے اقارب ناچار ہوکر اُسکو ہمارے ڈاکٹر صاحب کے پاس لائے اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی رحم دلی اور محبت قلبی و ہمدردی کے سبب اُس مریض کو بیمار خانہ میں رکھکر عارضہ اسہال کے انسداد کا علاج شروع کیا لیکن چونکہ دستوں کے عارضہ نے اُس مریض کو نہایت ہی کمزور کرکے لب جان کر دیا تھا اسلئے وہ صرف ایک روز شفاخانہ میں رہکر شب کے وقت فوت ہوگیا۔ الحاصل اُسکا کوئی عضو کاٹا نہیں گیا اور نہ اُسکو کسی عضو کے کاٹنے کا کوئی عارضہ ہی تھا۔ اور مترجم نے اس ماجرہ کو بچشم خود دیکھا ہی۔ دوم یہہ کہ جس کسی کے پاس کپڑا کم ہوتا ہی محض اُسیکو نہیں بلکہ علی العموم قاعدہ یہہ ہی کہ تمام مریضوں



کا غلیظ و میلا لباس اُتر وا کر انکو مصارف شفاخانہ سے صفا و پاکیزہ لباس پہنایا جاتا ہی مگر جس وقت مریض کامل تندرست ہو کر اپنے گھر کو واپس جاتا ہی تو وہ لباس اُس سے واپس لیا جاتا ہی **شکریہ** چونکہ صاحب تحفہ کشمیر خود کو کسی قدر شفاخانہ مشن کشمیر کی خیرخواہی میں شامل کرتے ہیں اسلئے ہم تہدلی سے انکے شکر گذار ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ جناب موصوف آیندہ کو بھی شفاخانہ کی جو محض رفاہ عام کے لئے خدا ترسوں دینداروں کی طرف سے جاری ہوا ہی حتی الامکان خیرخواہی اور امداد کرنے میں دریغ نہ کرینگے۔

اخبارات ملکی و لایتی

کابل امیر صاحب والی کابل نے قاضی عبدالقادر کو جدید سپاہی بھرتی کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ قاضی مذکور فی الحال بھرتی کر رہا ہی اور جس قدر رنئے آدمی روز بھرتی ہوتے ہیں انکی رپوٹ بھیجاتی ہی شاید امیر صاحب نے روسیوں کے خوف سے یہہ نئی بھرتی شروع کی ہی

بخارا میں روسیوں کا ڈپٹی گورنر جنرل آیا ہوا ہی اُسکا حکم ہی کہ صوبجات اطراف کی پیمایش کیلئے افسر سپاہی روانہ کئے جاویں

مدرسہ صنعت جسکی اجرا کا مدت سے انتظار تھا وہ یکم اکتوبر سے متصل بنگال بنک لاہور میں جاری ہو جاویگا۔

ہیضہ سُنا جاتا ہی کہ گرد و نواح لاہور و امرتسر میں ہیضہ پھر نمودار ہوا ہی۔

بلگریڈ سے خبر آئی ہی کہ سرویا کے لوگوں نے فوجوں کے گروہ کو جو سرحد پر اُتر آئیں تھیں روکنے کی تدبیر کی ہی۔

شاہ برہما کا ارادہ ہی کہ ایک اگن بوٹ برائے سوداگری درمیان رنگون اور کلکتہ کے جاری کریں

قصبہ قصور کی بربادی یہہ قصبہ ضلع لاہور میں تحصیل کا مقام ہی بارش نے اِس قصبہ کو ایسا تباہ کیا کہ نصف شہر ویران کر دیا یعنے ۵ ہزار مکان کی کل آبادی ہی جس میں ڈھائی ہزار منہدم و مسمار ہو گئے خدا محفوظ رکھے

چندہ شہزادہ ویلز کے استقبال کے لئے کلکتہ میں قریب ساٹھ ہزار روپیہ کے اور بمبئی میں چھتیس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا۔

استعفاء ایک میٹھو ڈاکٹر ایک ریاست کی ملازمت سے اسواسطے دستبردار ہوا کہ وہاں بڑے بڑے اہلکاروں کیواسطے جھوٹے سارٹیفکٹ بیماری لکھنے پڑتے تھے۔ اکثر ریاستوں میں فرضی کام کرنا پڑتا ہی تب ہی تو ریاستیں ڈوبتی ہیں۔

آب ہوا کی خرابی ڈاکٹر کنگ صاحب نے یہہ رائے دی ہی کہ تین برس تک شملہ پر کیکو آنا نہ چاہئے کیونکہ یہاں کی آب و ہوا خراب ہو گئی ہی شملہ پر ایسی ہوا کا ہو جانا کسی قدر تعجب کی بات ہی دیکھئے آیندہ ڈاکٹر صاحب کیا رائے دیتے ہیں۔

لنڈن عرصہ چند روز کا گذرا کہ مسٹر سلو صاحب نے ہوس آف کامنز میں معزول گائکوار برودہ کی نسبت کچھ گفتگو کرنی چاہتے تھے مگر انکی سماعت نہ ہوئی۔ لہذا اب جسقدر گائکوار کے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب ہم کبھی پارلیمنٹ میں گائکوار کے باب میں کسی طرح کی گفتگو نہیں کرینگے۔

جس شخص کی بابت صاحبان کمیشن نے کہ جس میں اعلی درجہ کے یورپین و ہندوستانی صاحبان تھے تصفیہ کر دیا اور خاص و عام کی رای میں اسکا معزول کرنا مناسب سمجھا گیا پھر گفتگو کرنا کیا معنے رکھتا ہی۔

الزام ایک روسی اخبار جس کا تعلق سرکار سے ہی وہ یعقوب خاں پر یہہ الزام لگاتا ہی کہ انکی سازش اور ترغیب سے توقند میں فساد اور غدر ہوا ہی۔ کچھ تعجب کی بات نہیں ہی شاید ایسا ہی ہوا ہو

فصل تمام اضلاع متوسط میں فصل کی عام کیفیت نہایت عمدہ ہی گو تین ضلعوں میں تری کی کثرت کے باعث سے جوار کو نقصان پہنچا ہی اور جو کھیت ضلع بھنڈارہ میں نشیب میں واقع ہیں اُن میں مطلق پیداوار کی امید نہیں ہی اکثر اضلاع سے ابتک مرض ہیضہ کی خبریں آتی ہیں۔

روس روسی شمالی جانب ایران کے آتے ہیں اور انکا ارادہ ہی کہ توقند کو فتح کرلیں۔ روسیوں نے کسی قدر آدمی دشت گوبی اور سیبریا اور ہان تو میں بھی روانہ کئے ہیں تاکہ یہہ لوگ جاکر وہاں کا حال دریافت کریں جو لوگ روانہ ہوئے ہیں اُن میں ایک کپتان اور ایک میڈیکل افسر اور چار سپاہی سیبریا کے ہیں اُنکو حکم دیا گیا ہی کہ دشت گوبی کو طی کر کے مقام ہان تو میں جاویں۔

روسیوں کی غرض شاید اِس دریافت کرنے سے یہہ ہو کہ یہہ معلوم ہو جاوے کہ اِس طرف کی کون کون قومیں چین سے ناراض ہیں اور کاروان کا رستہ اِس طرف سے جاری ہو سکتا ہی کہ نہیں۔

منظوری درخواست جناب مہاراجہ صاحب بہادر والی کشمیر نے حضور شہزادہ

پرنس آف ویلس بہادر میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجی تھی کہ جب جناب شہزادہ صاحب موصوف ملک پنجاب میں رونق افروز ہوں تو جموں میں بھی تشریف لاویں چنانچہ یہہ درخواست منظور کی گئی۔

کارخانہ ایک اخبار میں لکھا ہی کہ بالفعل بمبئی میں بھی کارخانہ ریشمی کپڑے کا جو کلوں کے ذریعہ سے کپڑا بنا جاتا ہی جاری ہونیوالا ہی۔

ملاقات سے انکار صاحب تاج الاخبار بحوالہ شعلہ طور تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۰ ستمبر کو بمبئی گزٹ میں اِس مضمون کا تار برقی لنڈن سے آیا کہ نظام حیدرآباد کو جناب شہزادہ پرنس آف ویلس کی ملاقات سے انکار ہی۔

معلوم نہیں کہ اسمیں کیا اسرار ہی۔

قواعد فوجی انگلستان میں جس قدر اسکول ہیں اُن میں طالب علموں کو فوجی قواعد بھی سکھلائی جاتی ہی اگر ہندوستان کے سکولوں میں یہہ قاعدہ برتہ جاوے تو عمدہ نتیجہ پیدا ہو۔

امرتسر ہفتہ گذشتہ میں ۴۶ آدمی ہیضہ سے فوت ہوئے اب ہیضہ کمی پر ہی۔

۲۱ ستمبر سے ۲۵ تک خوب بارش ہوئی۔

جالندھر چھاونی جالندھر سے ہمارے ایک عنایت فرما تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۴ ستمبر کو تمام دن ابر رہا اور قلیل سی بوندا باندی رہی مگر ۹ بجے رات سے اِس قدر زور شور سے بارش ہوئی کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں ہی اور ۲۵ کو بھی تمام دن برستا رہا۔

غلط یہہ خبر محض غلط ہی کہ نواب محمد ابراہیم خاں صاحب بہادر والی ریاست نے ہیضہ سے انتقال کیا۔

معلوم نہیں کہ صاحب تحفہ پنجاب امرتسر نے اپنے ہفتہ گذشتہ کے پرچہ میں یہہ خبر کہاں سے لکھی تھی

دہلی ۲۱ ستمبر کو پھر وہاں بڑے زور شور سے بارش ہوئی اور طوفان زدہ لوگ گھبرا گئے اور مکانوں کو چھوڑ کر چلے گئے مگر خیر گذری کہ کچھ عرصہ بعد کھل گیا۔

ریویو

کتاب راہ زندگی جسکو انگریزی میں ڈاکٹر پادری حاج صاحب نے تصنیف کیا اور ڈاکٹر پادری یوسف وارن صاحب نے اُردو میں ترجمہ کیا۔

۱۸۵۳ء سے ۱۸۶۵ء تک جبکہ میں غیر قوم تھا اِس کتاب کو پڑھتا اور غور و تامل کرتا رہا۔ حتی کہ ۱۸۶۵ء میں میرے پیارے خداوند مسیح نے مجھے قبول کیا۔ میں شمع لیکر آسمان اور زمین میں اُردو زبان کے اندر کوئی اور ایسی کتاب تلاش کرتا ہوں پر نہیں ملتی کہ ۱۸۵۳ء سے ابتک جو ۱۸۷۵ء ہی چاہتا ہوں کہ اگر یہہ کتاب یا اسکی مانند ملے تو اپنے دوستوں کو دوں۔ مگر کہاں۔

یہہ بات تو اب محال معلوم ہوتی ہی کہ کوئی صاحب کسی اسی قسم کی دلاویز کتاب کا اُردو میں ترجمہ کرے۔ مگر یہہ تو ممکن ہی کہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور نارتھ انڈیا بیبل سوسائٹی کے سکرٹری صاحبان درحالیکہ جھگڑے کی کتابوں کو مکرر سہ کرر چھاپتے ہیں اسکو بھی کر چھپواویں اگر بزرگ پادری رابرٹ کلارک صاحب سے عرض کیجاوے بشرطیکہ اُنکے سکرٹری منع نکردیں تو چھپ سکتی ہی گزرے برسوں کی نسبت اہل ہند کچھ تعلیم یافتہ اور کچھ مہذب ہوتے جاتے ہیں اِس سبب سے اُنکو ایسی کتابوں سے جو جھگڑوں کی ہیں بعض ہوں نفرت ہی۔ مگر مندرجہ عنوان کتاب وہ یکتا اور اُردو میں بے مثل کتاب ہی کہ جس میں عیسائی مذہب کی ذاتی خاصیتوں کا بیان ہی جو ہر ایک انسان کی روح میں پورا انقلاب پیدا کرتی ہی۔ دیکھئے طوطی کی آواز نقارخانہ میں کون سُنے

راقم کِس پیرس

لودیانہ

نہ رکا پر نہ رکا دیدۂ تر کا طوفاں

لاہور امرتسر و جالندھر دہلی و الہ آباد وغیرہ نے تو بارش باران کے صدمات ایسے اُٹھائے تھے کہ وہاں کے باشندگان کو ابتک اوسان نہیں آئے یہہ شہر لودیانہ ۲۴ ستمبر تک امن امان ہر یک بلیات سماوی و ارضی سے محفوظ میں تھا اور ساکنان لودیانہ کو یہی گمان تھا کہ ہم اِس سال بچ گئے نہ یہاں بارش نے زور کیا نہ مرض نے اپنا شور کیا اگرچہ بارش ہوئی بھی تو کسیطرح کا نقصان جان و مال نہ ہوا تھا اور مرض نے تو یہاں بکوشش حکام و صاحبان ممبران کمیٹی قدم نہ رکھا کیونکہ ہر طرح صفائی کی احتیاط رہی۔ مگر جو ہونا ہوتا ہی وہ ہو ہی کر رہتا ہی۔ یعنے ۲۴ ستمبر کی شام سے ابر محیط ہوا اور اسقدر زور شور سے برسا کہ الامان۔ ہوا کی وہ تیزی کہ اسکو طوفان باد اگر کہیں تو بیجا نہیں ہی غرض ۲۴ گھنٹہ برابر لگاتار بارش ہوتی رہی۔ بعد گذرنے ۱۲ گھنٹہ کے آواز دھڑا دھڑی آنے لگی ہر یک کے اوسان ختم ہوگئے کوئی کہتا تھا یہہ گرا کوئی کہتا تھا وہ گرا۔ لوگوں کو اپنی اپنی جانوں کی پڑ گئی کچے پکے مکانات گرنے شروع ہوگئے کوئی محلہ یا بازار ایسا نہ رہا کہ جس میں کوئی مکان نہ گرا ہو۔ ابتک ہمکو ۱۰۰۰ مکانات کے منہدم ہوجانیکی خبر پہنچی ہی باقی خانہ شماری ہو رہی ہی۔

ہزاروں درخت جڑوں سے اُکھڑ کر گر پڑے تمام کھیتیاں بھی کچھ کچھ تلف ہوگئیں شکر ہی اُس پروردگار کا کہ کوئی جان تلف نہیں ہوئی اگرچہ کوئی

[illegible]

مطبع امریکن مشن لودیانہ میں باہتمام پادری ویری صاحب کے چھپا